6:48 95%
You
8 minutes ago
CamScanner...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا موسیقی حرام ہے؟ دلائل کے ساتھ تفصیلا مسئلے کی وضاحت چاہتا ہوں، کیونکہ میرے ہی علاقہ کے ایک عالم جو مسلک دیوبند ہی سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے، اور اس پر حضرت مصر بھی ہے کہ میں دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں، ان مولوی صاحب کا رسالہ بھی ساتھ لف ہے، اور اس میں کیے گئے چند بنیادی اعتراضات درج ذیل ہیں، جن کے جوابات دیکر بندہ کو منون فرمائیں۔

نمبر ۱: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت و صراحت کے ساتھ ایسا کوئی حکم منقول نہیں جس میں آلات موسیقی کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ ص: ۹

نمبر ۲: مذکورہ کتاب کے متعدد جگہوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کی حرمت پر کسی قسم کا کوئی اجماع ائمہ اربعہ کا اور دوسرے علماء کا نہیں ہے، مثلا اسی ضمن میں امام ابو حنیفہ کا بھی ایک واقعہ بالا حوالہ منقول ہے (۳۷) اور مدارج النبوہ کے حوالے سے امام مالک کا قول بھی (۱۴) جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مذہب میں موسیقی جائز تھا، تو آیا کیا واقعی موسیقی کی حرمت غیر اجماعی ہے؟

نمبر ۳: موسیقی کے جواز پر کتابچہ میں درج ذیل حدیث دی گئی: بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کے گیت گا رہی تھیں حضور بھی تشریف فرما تھے بستر پر لیٹ کر کروٹ کیے ہوئے، اتنے میں سیدنا ابو بکر داخل ہوئے مجھے ڈانٹ کر کیا: حضور کے سامنے شیطانی گانے؟ حضور نے ابو بکر سے فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔" (۳۳)

نمبر ۴: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غناء کے جواز کے قائل تھے، آیا یہ صحیح ہے؟ (۳۴)

نمبر ۵: ابن عبد البر کا کہنا ہے: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ گانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، یہ اپنی جلالت شان کے باوجود اپنی باندیوں کو نئی نئی دھنیں بتاتے تھے اور ان سے اپنی بربط پر گانا سنتے تھے (الاستیعاب) (۲۱)

نمبر ۶: علامہ شامی لکھتے ہیں: آلہ لہو بذاتہ حرام نہیں، یہ ایک موقع پر حلال ہوتا ہے اور ایک موقع پر حرام یہ فرق اس کے مقصد اور گانے والے کی نیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (رد المحتار: ۵/۲۲۱) (۱۷)

نمبر ۷: موسیقی انسان کے لطیف احساسات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ انسان میں لطیف احساسات کی تشکیل کا کام بھی کرتی ہے۔ (یعنی یہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے) (۱۰)

نمبر ۸: شیخ محمد بن احمد مغربی لکھتے ہیں: شیخ عز الدین بن عبد السلام سے گانے کے تمام آلات سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: سب مباح ہیں (فرح الاسماع (۱۳)) (۱۷)

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۱/۲۴۵۷
مورخہ

CamScanner

نمبر۹: مذکورہ کتابچہ میں امام غزالی کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے: واضح رہے کہ سماع (موسیقی) کو حرام قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک گناہ ہے اور اللہ تعالی اس پر مواخذہ فرمائیں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات محض عقل کی بنیاد پر نہیں کہی جاسکتی... آگے امام غزالی کی تھوڑی طویل عبارت منقول ہے، جس سے موسیقی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔(۲۱)

نمبر۱۰: زبور حمد یہ گیتوں کا مجموعہ ہے، اس کے مندرجات سے واضح ہے کہ یہ گیت سیدنا داؤد علیہ السلام نے سازوں کے ساتھ گائے تھے، چنانچہ اس کے بیشتر ابواب پر یہ عنوان قائم ہے کہ "میر مغنی کے لیے تار دار ساز کے ساتھ داؤد کا مزمور" (۲۴)

نمبر۱۱: عموما موسیقی کی حرمت پر بخاری کی جس مشہور حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، یعنی: ليكونن من أمتي أقوام يستحلون الحر والحرير، والخمر والمعازف. (صحيح البخاري: ۷/۱۰۶)

بخاری کی مذکورہ روایت پر یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے کہ یہ اگرچہ بخاری کی روایت ہے مگر اس کی سند میں انقطاع ہے، اسی وجہ سے ابن حزم نے اس روایت کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا ہے کہ اس کی سند اور متن دونوں میں خلل ہے۔ (۴۲)

نمبر۱۲: بخاری کی مذکورہ حدیث پر اعتراضات کے ضمن میں ہی موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ چونکہ اس زمانے میں موسیقی کا استعمال شراب وفحاشی کے ساتھ ہوتا تھا، اور یہ دونوں لازم ملزوم بن گئے تھے، اس کی وجہ سے عارضی حرمت آجانا شریعت کے منشا کے عین مطابق ہے۔ تو اس کا کیا جواب ہے؟ (۴۱)

نمبر۱۳: بانسری کی حرمت پر ابوداؤد کی معروف روایت (جس کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سر راہ بانسری کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں، پوچھنے پر انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی بانسری کی آواز سن کر ایسا کیا تھا) اس روایت کے متعلق موصوف کی باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے آلات موسیقی کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ ممکن ہے آپ علیہ السلام نے ایسا طبعی کراہت کی وجہ سے کیا ہو، یا الجھن محسوس کی ہو یا شاید اس وقت ذکر میں مصروف ہوں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے محض اتباع نبوی کی وجہ سے ایسا کیا تھا جیسا کہ ان کا مزاج تھا۔ (۴۵)

سائل: محمد الیاس،
پتہ: مکان نمبر ۴۹۰_B، سیکٹر A.11، نارتھ کراچی۔
رابطہ نمبر: ۰۳۲۱۲۲۹۳۹۳۵
واٹس ایپ: ۰۳۱۳۲۵۷۹۷۴۰

معرفت حضرت مفتی عبدالملک صاحب مدظلہم

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداًو مصلیًا

واضح رہے کہ موسیقی (میوزک) کی ممانعت آیاتِ قرآنی کے علاوہ متعدد صحیح اور حسن احادیث سے واضح ہوتی ہے، جن کی کچھ تفصیل آگے آئے گی، ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موسیقی اور سازوں کا معاملہ ہر گز عام مباحات کی طرح نہیں ہے، بلکہ بانسری، سارنگی سمیت موسیقی کے تقریباً سبھی آلات کا استعمال شرعًا ممنوع ہے۔ البتہ ایسے آلات جن کا استعمال عمومًا موسیقی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ کسی جائز غرض کے لیے استعمال کیے جاتے ہوں، اور نہ ہی اس میں موج ومستی پیدا کرنے کا وہ سامان ہو جو آلاتِ موسیقی میں ہوتا ہے جیسے دف [1] تو ضرورت کے مواقع پر (یعنی شادی بیاہ وغیرہ میں اعلان کے لیے یا خوشی کے اظہار کے لیے) دف اور اس جیسے دوسرے آلات کے استعمال کی شرعًا اجازت ہے۔ [2]

لیکن شریعت میں دی گئی یہ اجازت انہی مواضع اور آلات تک محدود رہے گی جو احادیث میں آئے ہیں، اور ان مخصوص مواضع کے علاوہ عام حالات میں دف جیسے آلات کا استعمال بھی مکروہ ہے، خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دف کی آواز سنتے تھے تو معلوم کرواتے تھے کہ کس لیے بجایا جارہا ہے، چنانچہ اگر ولیمہ کا موقع ہوتا تو کچھ نہ کہتے، اور اگر کوئی ایسا موقع نہ ہوتا تو درہ سے خبر لیتے۔ [3]

واضح رہے کہ سوال کے ساتھ منسلکہ رسالہ میں سماع اور آلاتِ موسیقی دونوں کو خلط کیا گیا ہے، جبکہ آلاتِ موسیقی کے

دار الافتاء

---

(۱) ڈھولکی، جسے صرف ایک ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔

(۲) في "احكام القرآن" للشيخ المفتي محمد شفيع رحمه الله: "وذلك بأن النبي صلى حرم المعازف والمزامير وسائر الآ... الملهية عن ذكر الله والدار الأخرة...وأباح منها ما كان فيها من فائدة الإعلام والإعلان في النكاح أوإظهار السرور في مواضعه المشروعة ... الوليمة والأعياد أو الإعانة على قطع السفر وحمل المشاق" (احكام القرآن، كشف العناء عن وصف الغناء، ٣/٢٢٢)

وفي فتح القدير (نقلا عن المغني لابن قدامة): "الملاهي نوعان: محرم وهو الآلات المطربة بلا غناء كالمزمار والطنبور ونحوه، لما روى أبو أمامة أنه عليه الصلاة والسلام قال «إن الله تعالى بعثني رحمة للعالمين، وأمرني بمحق المعازف والمزامير». والنوع الثاني مباح وهو الدف في النكاح، وفي معناه ما كان من حادث سرور. ويكره غيره لما عن عمر رضي الله عنه أنه كان إذا سمع صوت الدف بعث ينظر، فإن كان في وليمة سكت، وإن كان في غيره عمد بالدرة. (فتح القدير لابن الهمام:٧/ ٤١٠)

(۳) في "احكام القرآن" للشيخ المفتي محمد شفيع رحمه الله: "والحاصل أن القياس الشرعي مقتضي المنع عن اكتساب، ولكنا وجدنا في مواضع إباحة أشياء منها وكان ذلك على خلاف القياس، فاقتصر الحل والإباحة على مواردها بحيث لا يتعداها إلى غيرها، كما هو الأصل المقرر المسلم بين الفقهاء أن ما صح في الحديث على خلاف القياس نعمل به في عين ما ورد فيه النص لا نتجاوزه إلى غيره، وله نظائر وشواهد في الأحكام..."

وفيه: "والحاصل أن الأحاديث والآثار الواردة في إباحة شيء من الغناء أو آلاته لما كان على خلاف مقتضى القياس كانت مقتصرة في المواضع التي وردت بها لا يقاس عليها غيرها من المواضع وغيرها من الآلات والحالات...ويشهد على هذا التطبيق عمل ثاني الخلفاء الراشدين عمر الفاروق رضي الله عنه!لما روي أنه إذا سمع صوت الدف بعث ينظر، فإن كان في الوليمة سكت، وإن كان في غيره عمد بالدرة. كذا في شهادات فتح القدير للمحقق ابن الهمام"(احكام القرآن، رسالة "كشف العناء عن وصف الغناء"، ٣/٢٢٤)

CamScanner

استعمال کا حکم الگ ہے اور سماع شاعری وغیرہ کا حکم مستقل ہے۔(جسکی کچھ تفصیل آگے صفحہ نمبر (9) میں موجود ہے۔)

ذیل میں موسیقی کی حرمت پر چند احادیث پیش کرنے سے پہلے قرآن کریم کی آیت کریمہ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ) کے متعلق کچھ تفسیر نقل کردینا مناسب ہے۔

تفسیر طبری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے "لھو الحدیث" کی درج ذیل تفسیر مروی ہے:

"الغناء، والذي لا إله إلا هو، يردّدها ثلاث مرّات."(تفسير الطبري: ٢٠/ ١٢٧)

یعنی اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس سے مراد گانا ہی ہے، اور اس بات کو انہوں نے تین مرتبہ دہرایا۔

اس کے علاوہ علامہ طبریؒ نے متعدد اسناد سے حضرت ابن عباسؓ سے تقریباً یہی تفسیر نقل کی ہے، اور حضرت ابن جابرؓ سے گانے کی تفسیر نقل [illegible] ۔(دیکھیے تفسیر الطبری مذکورہ بالا حوالہ)

[illegible] ابن عمر رضي الله عنهما أيضًا: أنه الغناء.(إغاثة اللهفان ١/ ٤٢٤)

یعنی حضرت ابن عمرؓ سے غناء کی تفسیر ثابت ہے۔

نیز اس تفسیر کی تائید ترمذی کی اس مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

لَا تَبِيعُوا القَيْنَاتِ، وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ، وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ، وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ، وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ، فِي مِثْلِ هَذَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ} [لقمان: ٦] إِلَى آخِرِ الآيَةِ.(سنن الترمذي ت شاكر: ٣/ ٥٧١)

ترجمہ: گانا گانے والی باندیوں کو نہ بیچو، اور نہ ہی انہیں خریدو، اور ان کی خرید و فروخت میں کوئی بھلائی نہیں ہے، اور انکی قیمت حرام ہے، ایسی چیزوں کے متعلق ہی یہ آیت نازل ہوئی ہے {و من الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله} الآية.

اس کے علاوہ متعدد حضرات تابعینؒ سے بھی تقریباً یہی تفسیر منقول ہے، حضرت مجاہدؒ سے ایک تفسیر میں اس لھو الحدیث سے مراد ڈھول منقول ہے۔(تفسیر طبری: ۱۲۹/۲۰)

موسیقی کی حرمت احادیث کی روشنی میں

(۱): صحیح بخاری میں ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ الأَشْعَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الأَشْعَرِيُّ، وَاللَّهِ مَا كَذَبَنِي: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لَيَكُونَنَّ مِنْ

دار الافتاء

CamScanner

أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ.(صحيح البخاري: كتاب الأشربة، رقم: ٥٢٦٨) (٤)

ترجمہ: ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔

اس حدیث میں آلاتِ موسیقی کے کثرت سے رواج کو اور اسکو جائز قرار دینے کو قیامت کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے، اور زنا اور شراب کے ساتھ ہی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اکثر شراح حدیث نے لفظ معازف کی تشریح آلات غناء اور آلات لہو سے کی ہے۔(۵)

(۲) : سنن ترمذی میں ہے:

عن عمران بن حصين، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «في هذه الأمة خسف ومسخ وقذف» فقال رجل من المسلمين: يا رسول الله، ومتى ذاك؟ قال: إذا ظهرت القينات والمعازف، وشربت الخمور.

قال الترمذي:"وقد روي هذا الحديث عن الأعمش عن عبد الرحمن بن سابط عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسل.وهذا حديث غريب"(سنن الترمذي،أبواب الفتن،رقم: ٢٢١٢)(٦)

---

(٤) وايضا اخرجه موصولاً: ابو داود في السنن(بتحقيق شعيب الأرناؤوط ،كتاب اللباس،رقم: ٤٠٣٩) والبيهقي في السنن الكبرى(ط دارالكتب العلمية،باب ما ورد من التشديد في لبس الخز،رقم: ٦١٠٠).

(٥) «والمعازف بالعين المهملة والزاي بعدها فاء جمع معزفة بفتح الزاي وهي آلات الملاهي ونقل القرطبي عن الجوهري أن المعازف الغناء والذي في صحاحه أنها آلات اللهو وقيل أصوات الملاهي وفي حواشي الدمياطي المعازف الدفوف وغيرها مما يضرب به ويطلق على الغناء عزف وعلى كل لعب عزف»(فتح الباري لابن حجر: ١٠/ ٥٥)

(٦) مذکورہ حدیث ''مجمع الزوائد'' میں طبرانی سے بھی منقول ہے جس کے متعلق علامہ ہیثمی ؒ فرماتے ہیں:
"رواه الطبراني، وفيه عبد الرحمن بن زيد بن أسلم وفيه ضعف، وبقية رجال إحدى الطريقين رجال الصحيح"(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:٨/ ١٠)

اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہیں مثلاً دیکھیے: مصنف ابن ابی شیبة عن ابن سابط(مكتبة العلوم والحكم،كتاب الفتن،رقم: ٣٧٥٤٥)، ذم الملاهي عن عمران بن حصين رضي الله عنه(مكتبة ابن تيمية،باب في المزمار،رقم: ٢).
گو کہ ان روایات میں کچھ ضعیف بھی ہیں، تاہم ان کے مجموعے سے اتنی بات ثابت ہوجاتی ہے کہ یہ مضمون آپ علیہ السلام سے ثابت ہے۔(المجیب)

Scanned with CamScanner
CamScanner

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں دھنسانے، چہرے مسخ کیے جانے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، مسلمانوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب باجوں اور گانے والیوں کا عام رواج ہو جائے گا، اور شراب پی جائے گی۔

(۳): مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَمْحَقَ الْمَزَامِيرَ وَالْكِنَّارَاتِ يَعْنِي الْبَرَابِطَ، وَالْمَعَازِفَ، وَالْأَوْثَانَ الَّتِي كَانَتْ تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ"(مسند أحمد، رقم: ٢٢٢١٨) (٧)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ پاک نے مجھے تمام لوگوں کے لیے رحمت اور اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بانسریوں، ستار اور باجوں کو اور جاہلیت میں اللہ تعالی کے علاوہ جن بتوں کی پوجا کی جاتی تھی ان کو مٹاؤں۔

(۴): طبرانی ہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث مذکور ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

«ثَمَنُ الْقَيْنَةِ سُحْتٌ، وَغِنَاؤُهَا حَرَامٌ...الحديث» (المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٧٣)

یعنی مغنیہ کی قیمت حرام ہے اور اس کا گانا حرام ہے۔۔۔ (٨)

(۵): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أن نبيَّ الله صلَّى الله عليه وسلم نَهَى عن الخَمْرِ والميسِرِ والكوبة والغُبَيراء، وقال. "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ"(سنن أبي داود ت الأرنؤوط، كتاب الأشربة، رقم الحديث: ٣٦٨٥)(٩)

---

(٧) یہی حدیث انہی الفاظ میں "مسند الحارث" (باب فيمن يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر في أيام الشدة، رقم الحديث: ٧٧١)، ذم الملاهي لابن العساكر(رقم الحديث: ٤) اور ذم الملاهي لابن أبي الدنيا(باب في المزمار، رقم الحديث: ٦٩) میں مختلف سندوں سے آئی ہے، اور اسی معنی یعنی مزامیر توڑنے کا مضمون ایک دوسری حدیث سے بھی ملتا ہے، جس کے یہ الفاظ ہیں:

«بُعِثْتُ بِكَسْرِ الْمَزَامِيرِ» (رواه ابن غيلان، نيل الأوطار: ٨/ ١١٣)

گو کہ سب کی سندوں میں کچھ نا کچھ ضعف ضرور ہے مگر ان کے مجموعے سے حدیث کے مذکورہ بالا مضمون کی اصل ثابت ہوتی ہے۔(المجیب)

(٨) یہی مضمون حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ (دیکھیے: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ٤/ ٩١)

(٩) حافظ ابن حجر اس حدیث کی تخریج میں لکھتے ہیں: رواه أحمد وأبو داود وابن حبان والبيهقي، من حديث ابن عباس وزاد: "وهو الطبل"، وقال: "كل مسكر حرام"، وبين في رواية أخرى أن تفسير الكوبة من كلام راويه علي بن بذيمة، ورواه أبو داود من حديث ابن عمرو(بن العاص)، وزاد: "والغبيراء"، وزاد أحمد فيه: "والمزمار"، ورواه أحمد من حديث قيس بن سعد بن عبادة.(التلخيص الحبير: ٤/ ٤٨٧ ط العلمية)

ابوداؤد کی ابن عباس رضی اللہ عنہ والی سند کے متعلق محقق شعیب ارنؤوط لکھتے ہیں:

Scanned with CamScanner

CamScanner

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوا اور طبل (سارنگی جیسا ایک آلہ موسیقی) اور مکئی کی شراب سے منع فرمایا ہے۔

(٦): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صَـوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: مِزْمَارٌ عِنْدَ نعمة، وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِـيبَةٍ".(مسند البزار،رقم الحديث: ٧٥١٣)(١٠)

ترجمہ: دنیا اور آخرت میں دو قسم کی آواز ملعون ہیں، ایک تو خوشی کے موقع پر باجے کی آواز اور دوسری مصیبت کے وقت آہ و بکا کی آواز۔

(٧): حضرت نافعؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ: " سَمِعَ صَوْتَ، زَمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِيقِ"، وَهُوَ يَقُولُ: يَا نَافِعُ أَتَسْمَعُ؟، فَأَقُولُ: نَعَمْ، فَيَمْضِي حَتَّى، قُلْتُ: لَا فَوَضَعَ يَدَيْهِ، وَأَعَادَ رَاحِلَتَهُ إِلَى الطَّرِيقِ، وَقَالَ: " رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا"(مسند أحمد:رقم الحديث: ٤٩٦٥)(١١)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال دیں، اور اپنی سواری راستے سے موڑ لی، اور انہوں نے پوچھا اے نافع کیا آواز آرہی ہے؟ میں نے کہا کہ جی، تو پھر اسی طرح چلتے رہے، یہاں تک کہ میں نے کہا کہ آواز نہیں آرہی، تو انہوں نے کانوں سے انگلیاں ہٹالیں، اور سواری کو پھر راستے پر لے

إسناده صحيح، علي بن بذيمة ثقة روى له أصحاب السنن، وقيس بن حبتر روى له أبو داود، وهو ثقة، وباقي رجال السند ثقات رجال الشيخين.

وفي التلخيص:تنبيه الغبراء: اختلف في تفسيرها فقيل: الطنبور، وقيل: العود، وقيل: البربط، وقيل: السكركة بضم الكاف الأولى وتسكين الراء: مزر يصنع من الذرة أو من القمح. (٥/ ٤٨٧)

(١٠) علامہ ہیثمی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

"رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ." «مجمع الزوائد ومنبع الفوائد» (٣/ ١٣)

(١١) رواه أيضا ابن حبان في صحيحه (٧٤٢/٧) وابنُ ماجه بمعناه عن مجاهد عن ابن عمر رضي الله عنهما (سنن ابن ماجه:رقم الحديث:١٩٠١) وأبوداؤد عن أحمد بن إبراهيم، عن عبد الله بن جعفر الرقي، عن أبي المليح، عن ميمون، عن نافع عن ابن عمر...(سنن أبي داؤد ط الرسالة العالمية،رقم الحديث: ٤٩٢٦، وفي الحاشية يقول المحقق شعيب الأرناؤوط عن حديث أبي داود:"حديث حسن، وهذا إسناد قوي. أبو المليح: هو الحسن بن عمر -ويقال: عمرو- بن يحيى، وأبو الملح لقب، وميمون: هو ابن مهران"

اور حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب ؒ مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وقال أبو علي -وهواللؤلوي- سمعت أبا داوود يقول:وهوحديث منكر (نيل) قلت:والمنكر في اصطلاح المتقدمين قد يطلق على الغريب أيضا"(أحكام القرآن،٣/٢٠٦)

Scanned with CamScanner

آئے، اور پھر فرمانے لگے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا۔

(۸): صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا منقول ہے:

"اَلْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ".رواه مسلم وأبو داود والنسائي، وابن خزيمة في "صحيحه" (بحواله: الترغيب والترهيب» (٧٤/٤)

یعنی گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں۔[۱۲]

یہاں آلاتِ موسیقی سے متعلق مختلف موضوعات پر چند احادیث نقل کر دی گئی ہیں، جن کے مطالعہ کے بعد اس میں کوئی شک نہیں رہتا کہ شریعت میں آلاتِ موسیقی کی مذمت کی گئی ہے اور اسے ناجائز کہا گیا ہے۔ موسیقی کی ممانعت پر مزید احادیث نبویہ اور آثارِ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے لیے "اسلام اور موسیقی" (ص ۱۰۳ تا ۱۷۹) اور اسکے حاشیہ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

موسیقی کی حرمت اجماع سے

وہ آلاتِ موسیقی جو کسی مفید مقصد کے بجائے محض لہو و لعب کے لیے بنائے جاتے ہوں، اور وہ اپنی ذات میں کیف و مستی پیدا کرتے ہوں جیسے ستار اور طنبور وغیرہ تو ایسے تمام آلات باتفاقِ امت حرام ہے، حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

أما النوع الأول الحرام إجماعا...آلات الملاهي والمعازف المطربة بلا غناء التي تمحضت للهو وبنيت لأجله وليس لها غرض صحيح سوى اللهو، وهي تطرب بلا غناء أيضا كالمزمار والطنبور...فقد أجمعت طوائف المسلمين سلفا وخلفا من عهد الصحابة والتابعين إلى من بعدهم من الأئمة الأربعة _أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد بن حنبل_ وسائر المجتهدين بل والظاهرية أيضا وكذلك الصوفية الصافية قدس

---

(۱۲) گھنٹی کی ممانعت سے متعلق اور بھی احادیث وارد ہیں، گو کہ اس کی کراہت سے متعلق کچھ تفصیل ہے، جو "امداد الفتاوٰی" (۱۳۲/۴) میں دیکھی جا سکتی ہے، تاہم اس کی کراہت کی صورت میں اتنی بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت میں جب عام حالات میں گھنٹی کے استعمال کی ممانعت ہے جو کہ باقاعدہ آلات موسیقی میں سے نہیں، اور اسکی آواز میں اتنے مفاسد بھی نہیں ہیں تو گٹار، بانسری اور پیانو جیسے متعدد مفاسد کے حامل آلات موسیقی کے عدم جواز میں پھر بھلا کیا شک رہ جاتا ہے۔ اور گھنٹی کی ممانعت کی اصل راجح علت اسکی آواز ہی ہے، اور یہی امام مالک کا قول ہے، اور حدیث میں لفظ "مزامیر" سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

ففي «إكمال المعلم بفوائد مسلم» (٦/ ٦٤١):

«وفيه كراهة الأجراس، وهو قول مالك وغيره، ومنافرة الملائكة لها إما لشبهها بالنواقيس، أو لأنها من باب المعاليق المنهي عنها في الأعناق، وقيل: لصوته، وهو تأويل مالك، وعليه يدل قوله في الحديث: " الجرس من مزامير الشيطان "وهذا يعضد أن منافرة الملائكة لها وللكلب من سبب الشيطان»

Scanned with CamScanner

6:50 94%
You
8 minutes ago
Scanned

[redacted]

الله أسرارهم أن استعمالها حرام بأية نية كانت، وبأي غرض كان،لأنها لو فرض استعمالها بنية صحيحة لا تخلو عن التشبه بالفساق...(احكام القرآن للمفتي محمد شفيع العثماني،٣/٢٢٧)

حاصلِ عبارت: پہلی قسم ان آلات کی جو باجماع حرام ہیں وہ تمام موسیقی کے آلات جو کسی مفید مقصد کے بجائے محض لہو ولعب کے لیے بنائے جاتے ہوں،اور وہ بغیر غناء کے مستی کی کیفیت پیدا کرتے ہوں، جیسے ستار اور طنبور وغیرہ تو ان آلات کے متعلق حضراتِ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے لیکر ان کے بعد تک کے تمام متقدمین اور متاخرین جن میں حضراتِ ائمہ اربعہ اور تمام مجتہدین بلکہ ظاہریہ اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ بھی شامل ہیں ان سب کا اتفاق ہے کہ ان آلات کا استعمال حرام ہے خواہ نیت کوئی بھی ہو، کیونکہ اگر بالفرض نیت ٹھیک ہو بھی تو ان کا استعمال فساق اور فجار کی مشابہت سے خالی نہیں۔(١٣)

معلوم ہوا کہ آلاتِ موسیقی کی ممانعت اجماعِ امت سے بھی ثابت ہے۔(١٤)

---

(١٣) مزید علامہ ابن الصلاحؒ اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں:

«وأما إباحة هذا السماع وتحليله فليعلم أن الدُّف والشبابة والغناء إذا اجتمعت فاستماع ذلك حرام عند أئمة المذاهب وغيرهم من علماء المسلمين ولم يثبت عن احد يعتد بقوله في الإجماع والخلاف أنه أباح هذا السماع»(فتاوى ابن الصلاح ٢/٥٠٠)

ترجمہ: رہی بات سماع کے جواز کی تو جان لینا چاہیے کہ جب دف شابہ (ایک قسم کی چھوٹی سی بانسری) اور غنا ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو یہ حرام ہے،اور اس پر ائمہ مذاہب اور دوسرے تمام علمائے مسلمین کا اتفاق ہے،اور اس کے برخلاف کسی بھی ایسے شخص کا کوئی قول منقول نہیں ہے جو اجماع اور اختلاف میں قابلِ اعتبار سمجھا جاتا ہو۔

(١٤) احتیاطاً یہاں ائمہ اربعہ کے مسلک کی کچھ عبارتیں نقل کی جاتی ہیں:

في«بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع في الفقه الحنفي» (٦/ ٢٦٩):

وأما الذي يضرب شيئا من الملاهي فإنه ينظر إن لم يكن مستشنعا كالقصب والدف ونحوه لا بأس به، ولا تسقط عدالته، وإن كان مستشنعا كالعود ونحوه سقطت عدالته؛ لأنه لا يحل بوجه من الوجوه(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع:٦/ ٢٦٩)

یعنی جو شخص کسی آلۂ موسیقی سے شغل کرتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ آلہ اپنی ذات میں برا ہے یا نہیں، اگر وہ اپنی ذات میں برا نہ ہو جیسے بانس اور دف تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اس شخص کی عدالت ساقط نہیں ہوگی (گو کہ بلاوجہ اس کا استعمال بھی کراہت سے خالی نہیں ہوگا، جیسا کہ گزر چکا ہے) اور اگر وہ آلہ اپنی ذات میں ہی شنیع ہو جیسے عود وغیرہ (اس میں موجودہ دور کے میوزک کی اقسام آجاتی ہیں) تو اس شخص کی عدالت ختم ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔

علامہ آلوسیؒ امام ابوحنیفہؒ سے گانے کی کراہت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ متقدمین کے ہاں اکثر کراہت سے مراد کراہتِ تحریمی ہی ہوتی ہے، الفاظ یہ ہیں:

CamScanner

لہٰذا اجماعی مسائل میں جمہور علماء کا اتباع ضروری ہے، اور اگر بالفرض چند ایک حضرات کی رائے جمہور سے ہٹ کر ہو تو ایسے موقع پر جمہور علماء کی رائے پر ہی عمل کرنا چاہیے نہ کہ شاذ رائے پر، حافظ ابن حجرؒ نقل فرماتے ہیں:

«وروى عبد الرزاق عن معمر قال لو أن رجلا أخذ بقول أهل المدينة في استماع الغناء وإتيان النساء في أدبارهن وبقول أهل مكة في المتعة والصرف وبقول أهل الكوفة في المسكر كان شر عباد الله»(التلخيص الحبير، ٣/ ٣٩٨ ط العلمية)

ترجمہ: امام عبدالرزاقؒ حضرت معمرؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گانے اور عورتوں سے پیچھے کے راستے سے جماع کرنے کے حوالے سے اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے جواز پر عمل کرنے کے لیے اہل مکہ کا قول لے، اور نشہ آور چیزوں کو کھانے کے لیے اہل کوفہ کے قول کو لے تو ایسا شخص اللہ کے بندوں میں سب سے بدترین ہوگا۔

اب یہاں سوال میں مذکورہ اعتراضات کے جوابات اختصار کے ساتھ لکھ دیے جاتے ہیں:

۱۔۔۔یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ موسیقی کی حرمت پر کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی، کیونکہ ہم نے ماقبل میں جو احادیث نقل کی ہیں منجملہ ان احادیث میں صحیح اور حسن دونوں موجود ہیں، اور بعض اگرچہ ضعیف ہیں لیکن صحیح اور حسن

"والمتقدمون كثيرا ما يريدون بالمكروه الحرام كما في قوله تعالى: كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهاً [الإسراء: ٣٨]" (تفسير روح المعاني: ١١/ ٦٩)

وفي«بحر المذهب للروياني في الفقه الشافعي» (١٤/ ٣١١):

فأما الحرام من الملاهي: فالعود، والطنبور، والمعزفة، والطبل، والمزمار، وما ألهى بصوت مطرب إذا انفرد.

رہی بات آلات موسیقی میں حرام آلات کی تو وہ عود، ستار، باجا، طبل، بانسری اور ہر وہ آلہ جو اپنی مست آواز کی وجہ سے غافل کر دے۔

علامہ ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں:

ولا يجوز تعمد حضور شيء من اللهو واللعب، ولا من الملاهي المطربة كالطبل والزمر وما كان في معناه؛(المقدمات الممهدات:٣/ ٤٦٢)

کہ قصداً لہو ولعب کی جگہوں میں جانا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی مستی پیدا کرنے والے آلات میں سے کسی کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ ڈھول اور بانسری اور جو اس طرح کی چیزیں ہیں۔

وفي(الإرشاد إلى سبيل الرشاد في الفقه الحنبلي:ص٥٣٦):

وحرام على الرجال والنساء حضور نياحة أو لطم خد في مصيبة وغيرها,أو اتخاذ لهو من مزمار, أو طبل, أو عود, أو معزفة, أو طنبور, وما أشبه ذلك من الملاهي الملهية وما أرخص في شيء من ذلك بحال, إلا في الدف في النكاح.

یعنی مردوں اور عورتوں پر حرام ہے کہ ایسی جگہ جائیں جہاں مصیبت میں نوحہ ہو رہا ہو اور گالوں کو پیٹا جا رہا ہو، اور حرام ہے بانسری، ڈھول، سارنگی، باجا، ستار یا اس طرح کی چیزوں کا استعمال، اور ان میں سے (شریعت میں) کسی بھی چیز کی رخصت نہیں ہے، سوائے دف کے شادی کے موقع پر۔

CamScanner

احادیث سے انکی تایید ہو جاتی ہے۔ نیز ان احادیث کے علاوہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضراتِ تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے بھی موسیقی کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

"کشف العناء عن وصف الغناء" میں حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

فهذه اثنان وثلاثون حديثا منها صحاح وحسان ومنها ضعاف، ولكنها بجملتها تشهد على تحريم المعازف والقينات والغناء، ولا أظن مسلما يشك فيه بعد ما سمع ما تلونا منه، وظاهرها الإطلاق في التحريم والكراهة.(كشف العناء،أحكام القرآن للمفتي محمد شفيع العثماني،٣/٢١٣)

ترجمہ: یہ بتیس احادیث ہیں جنکی اسنادی حیثیت مختلف ہے، بعض صحیح ہیں، بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف، پھر ان احادیث میں جس اطلاق اور عموم کے ساتھ گانے باجے کو حرام قرار دیا گیا ہے ان کو سننے کے بعد میرے خیال میں کوئی مسلمان بھی ان چیزوں کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں کرے گا۔

۲۔۔۔ یہ بات درست نہیں بلکہ آلاتِ موسیقی کی حرمت پر جمہور علمائے امت کا اتفاق ہے، ما قبل میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے، نیز امام مالکؒ کے متعلق ابن بطالؒ نقل فرماتے ہیں:

قيل لمالك: إن أهل المدينة يسمعون الغناء قال: إنما يسمعه عندنا الفساق" (شرح صحيح البخاري لابن بطال:٩/ ٧٢)

یعنی امام مالکؒ سے جب یہ کہا گیا کہ اہل مدینہ غناء سنتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے ہاں اسے فساق سنتے ہیں۔

(۳)۔۔۔ اس حدیث سے استدلال درست نہیں، آلاتِ موسیقی کے اعتبار سے اس لیے درست نہیں کہ اس میں دف کا ذکر ہے جس کی شرعی حدود میں خوشی کے موقع پر اجازت ملتی ہے جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا ہے۔

جہاں تک غناء کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ یہ حدیث اور اس جیسی بعض احادیث جن سے غناء کا نفسِ جواز معلوم ہوتا ہے ان سے مطلق جواز پر استدلال ہر گز درست نہیں، کیونکہ غناء کے ممنوع ہونے پر بھی کثیر احادیث موجود ہیں، چنانچہ حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی شفیع عثمانیؒ نے اپنے رسالہ "کشف العناء عن وصف الغناء" میں دونوں میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ حرمت کی روایات میں فنی قواعد کے ساتھ گانا مراد ہے اور اباحت کی روایات میں طبعی سادگی سے گانا مراد ہے۔[(۱۵)]

مزید فرماتے ہیں،[(۱۶)] (ترجمہ):

---

(۱۵) احكام القرآن، رسالة كشف العناء عن وصف الغناء،٣/٢٢٥، ونصه:"ولك أن تقول في تقرير التوفيق بين الروايات:إن الغناء في الأصل يطلق على معنيين:...أحدهما:مجرد ترقيق الصوت وتحسينه وتلحينه من دون رعاية القواعد الموسيقية المحدثة كما هو عادة الأعراب،وأليق بسند أبحثهم التي جبلوا عليها، والثاني هذا الغناء المعروف المعتاد الذي هو من ديدن المغنين اليوم برعاية القواعد الموسيقية...{وبعد سطور}:وقد صرح ابن حجر المكي الشافعي بإطلاق الغناء على هذا القسمين وحمل أحاديث الجواز وما روى الصحابة والتابعين على القسم الأول وأحاديث الحرمة على القسم الثاني...

(۱۶) احكام القرآن،رسالة كشف العناء،٣/٢٣٥

دار الافتاء

اس بات پر اتفاق ہے کہ اپنے لیے گانا گانا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

ا: گانا محض لہو و لعب کے لیے نہ ہو بلکہ معتدبہ مقصد پیش نظر ہو، مثلاً تنہائی میں وحشت دور کرنا، اونٹ کے لیے حدی خوانی کرنا، بوجھ اٹھانا، مسافت قطع کرنا یا بچے کو سلانا وغیرہ۔

۲: گانا پیشہ ور مغنیوں کی طرح اور قواعد موسیقی کا خیال رکھتے ہوئے نہ گایا جائے۔

۳: اشعار کے مضمون میں کوئی مکروہ یا حرام بات نہ ہو، مثلاً کسی کی غیبت یا استہزاء، یا کسی زندہ جانی پہچانی عورت یا امرد کے ساتھ تشبیب۔

۴: گانے کی عادت نہ بنالی جائے، بلکہ کبھی کبھار گنگنا لیا جائے، اور خیال رکھا جائے کہ اسکی وجہ سے کوئی امر واجب ترک نہ ہو، یا کسی گناہ میں ابتلا نہ ہو جائے۔ (ترجمہ از: اسلام اور موسیقی ص:۲۷۷)

چنانچہ مذکورہ واقعہ میں باندیاں نہ کوئی پیشہ ور گانے والیوں کی طرح آلاتِ موسیقی کے ساتھ گا رہی تھیں، [۱۷] اور نہ ہی ان کے گانے میں کوئی قابلِ اعتراض مضمون تھا۔ [۱۸]، بلکہ وہ دف کے ساتھ جنگ میں کہے گئے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھ رہی تھیں، اور مزید اہم بات یہ کہ وہ دن بالخصوص عید کا دن تھا یعنی خوشی کا موقع تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صرف یہ نہیں فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو، بلکہ آگے یہ بھی فرمایا:

"إنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهَذَا عِيدُنَا"

یعنی ہر قوم کی ایک عید ہوا کرتی ہے، اور آج ہماری عید کا دن ہے

لہذا اس حدیث کے صرف ایک حصہ کو لیکر اس سے موسیقی یا گانے کے مطلق جواز پر استدلال کرنا درست نہیں۔

(۴)۔۔۔ حضرت عمرؓ کے اس واقعہ میں کہیں آلاتِ موسیقی کا ذکر نہیں، جہاں تک غناء کا تعلق ہے تو گزشتہ صفحہ میں ذکر کردہ تفصیل کی روشنی میں اس سے مراد وہ صورت ہے جو شرعی حدود کے اندر ہو۔

(۵): حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے بارے میں استیعاب میں صرف اتنی بات ملی ہے:

"وكان لا يرى بسماع الغناء بأسا" (الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۳/ ۸۸۱)

اس سے آگے جو عبارت نقل کی گئی ہے یہ ہمیں نہیں مل سکی، اور صرف اتنی بات " وكان لا يرى بسماع الغناء بأسا" سے آلاتِ موسیقی اور مروجہ گانوں کے سماع کا جواز معلوم نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ غناء کی اباحت معلوم ہوتی ہے، اور چونکہ یہ ایک صحابیؓ کا عمل ہے لہذا اسے محمول کیا جائے گا اس صورت پر جس میں وہ تمام شرائط پائی جائیں جو پہلے ہم نقل کر چکے ہیں۔

---

(۱۷) حدیث میں ان باندیوں کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں: "وليستا بمغنيتين" یعنی وہ دونوں باندیاں باقاعدہ پیشہ ور گانے والیاں نہیں تھیں۔ اسی طرح مسلم کی روایت میں ہے: "جاريتان تلعبان بدف" (صحيح مسلم: ۳/ ۲۱)۔ یعنی وہ ساتھ میں دف کے ساتھ بھی کھیل رہی تھیں۔

(۱۸) چنانچہ حدیث میں ہے:

"تغنيان بما تقاولت الأنصار يوم بعاث"

یعنی وہ باندیاں جنگ بعاث میں جو کچھ انصار نے کہا تھا اسے گا رہی تھیں۔

Scanned with CamScanner

CamScanner

نہیں تھیں۔اسی طرح مسلم کی روایت میں ہے: "جاریتان تلعبان بدف (صحیح مسلم

(۱۸) چنانچہ حدیث میں ہے:

"تغنیان بما تقاولت الأنصار یوم بعاث"

یعنی وہ باندیاں جنگ بعاث میں جو کچھ انصار نے کہا تھا اسے گا رہی تھیں۔

Scanned with Can

(٦)۔۔۔علامہ شامیؒ کی بات کا حاصل یہ ہے کہ آلاتِ موسیقی بذاتِ خود حرام نہیں، بلکہ انکی حرمت لغیرہ ہے یعنی لہو ولعب میں استعمال ہونے کی وجہ سے ہے،اور چونکہ ان آلاتِ موسیقی کا استعمال عموماً لہو ولعب کے لیے ہی ہوتا ہے اسلیے انہیں ممنوع کہا جائے گا۔

اور علامہ شامیؒ نے تو سماع کے متعلق متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے:

«والحاصل: أنه لا رخصة في السماع في زماننا لأن الجنيد - رحمه الله - تعالى تاب عن السماع في زمانه اهـ»(حاشية ابن عابدين:٦/ ٣٤٩)

یعنی ہمارے زمانے میں بالخصوص سماع کی کوئی رخصت نہیں، کیونکہ (خود) جنید بغدادی رحمہ اللہ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کرلی تھی۔

(۷)۔۔۔یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر فطری تقاضوں کو پورا کرنے میں ایک مسلمان ہرگز آزاد نہیں ہو سکتا،اسلام نے ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے چند قواعد وضوابط بھی بتلائے ہیں،تاکہ انسان ان تقاضوں کی تکمیل میں خود فطرت سلیمہ کی مخالفت اور شیطان کی اطاعت نہ کر بیٹھے،موسیقی بھی ایسی ہی چیز ہے، کیونکہ یہ ان جائز تعمیری تفریحات میں سے نہیں ہے جس کی شریعت اجازت دیتی ہے،اور اس پر جو دینی ودنیوی مفاسد ومضرات مرتب ہوتے ہیں وہی اسباب موسیقی کی حرمت کے لیے کافی تھے، چہ جائے کہ احادیث میں اسکی واضح ممانعت موجود ہو۔ان مفاسد کے تفصیلی مطالعے کے لیے کتاب "اسلام اور موسیقی" کا مقدمہ اور ص ۶۵-۳ کا مطالعہ کرنا بہت مفید ہوگا۔

(۸)۔۔۔علامہ مغربی نے شیخ عزالدین بن السلامؒ کا جو قول نقل کیا ہے اسکی صحت محلِ نظر ہے یا وہ قابل تاویل ہے، کیونکہ آلات موسیقی میں گٹار، بانسری وغیرہ کے متعلق شیخ عزالدینؒ خود لکھتے ہیں:

الرتبة الخامسة: من تحضره هذه المعارف والأحوال عند سماع المطربات المحرمة عند جمهور العلماء كسماع الأوتار والمزمار فهذا مرتكب لمحرم ملتذ النفس بسبب محرم.(قواعد الأحكام في مصالح الأنام:٢/ ٢١٥)

ترجمہ: پانچواں مرتبہ: وہ شخص جس پر معارف واحوال وارد ہوں ایسے مستی پیدا کرنے والے آلات کے سماع سے جو جمہور علماء کے نزدیک حرام ہیں، جیسا کہ تاروں اور بانسریوں کا سماع، تو ایسا شخص حرام کا مرتکب ہے، اس کا نفس لذت لے رہا ہے حرام سبب سے۔

بلکہ شیخ عزالدینؒ نے تو اپنی کتاب "الغاية في اختصار النهاية" میں یہاں تک لکھا ہے کہ:

«تُكسر ملاهي المسلمين، ولا يكفي قطعُ أوتارها، وفي الكسر المشروع أوجه: أحدهما: أن نكسرها بحيث يتعذَّر ردُّها إلى هيئتها الأولى، أو أن يُتخذ منها ملهاة أخرى.والثاني: بأن يتعذَّر استعمالها في المحرَّم، فلو كسر وجه البَرْبَطِ فصار كقصعة، كفى.»(الغاية في اختصار النهاية:٤/ ٢٩٠)

CamScanner

Scanned with CamS

[redacted]

ترجمہ: مسلمانوں کے آلاتِ لہو کو توڑا جائے گا، اور اس کے تاروں کو توڑ دینا کافی نہیں، اور اس کے جائز طور پر توڑنے کے چند طریقے ہیں، ایک تو یہ کہ اسے ایسے توڑا جائے کہ دوبارہ پہلی حالت میں لوٹانا یا اس سے دوسرا آلہ لہو بنانا متعذر ہو، دوسرا یہ کہ حرام کام میں اس کا استعمال متعذر ہو، چنانچہ اگر ستار کے سامنے کے حصے کو توڑ کر ایسا کر دیا جائے کہ وہ بڑا پیالہ لگے تو یہ کافی ہے۔

گو کہ دیگر علماء کی بنسبت شیخ کے مذہب میں کچھ توسع ضرور ہے، مگر مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشہور آلاتِ موسیقی کی حرمت کے وہ بھی قائل ہیں۔

(۹)۔۔۔امام غزالیؒ کی عبارات میں مذکور سماع کے جواز سے مروجہ موسیقی پر استدلال کرنا کسی صورت درست نہیں، واضح رہے کہ اگرچہ امام غزالیؒ کے نزدیک سماع کے حوالے سے بعض دوسرے صوفیاء کرامؒ کی طرح کافی وسعت معلوم ہوتی ہے لیکن مطلقاً سماع کے جواز کے ہر گز قائل نہیں تھے، انہوں نے سماع کے جواز سے وہ آلاتِ موسیقی جو شرعاً ممنوع ہیں ان کو واضح مستثنی کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

ولا يستثنى من هذه إلا الملاهي والأوتار والمزامير التي ورد الشــــرع بالمنع منها.(إحياء علوم الدين٢/ ٢٧٢)

یعنی اس خوش الحانی کے حکم جواز میں سے کوئی چیز مستثنی نہیں ہے سوائے ان آلاتِ لہو اور تاروں اور مزامیر کے جن کی ممانعت شریعت سے منقول ہے۔

نیز امام غزالیؒ نے اس سماع کو بھی ہر ایک کے لیے جائز قرار نہیں دیا، بلکہ انہوں نے عام جوانوں جن کے دلوں میں شہوت کا غلبہ ہو (جیسا کہ آجکل کی عمومی صورتحال ہے) ان کے لیے سماع کو بھی حرام لکھا ہے، الفاظ یہ ہیں:

أما الحرام فهو لأكثر الناس من الشبان ومن غلبت عليهم شهوة الدنيا فلا يحرك السماع منهم إلا ما هو الغالب على قلوبهم من الصفات المذمومة (إحياء علوم الدين:٢/ ٣٠٦)

یعنی وہ سماع جو حرام ہے وہ اکثر ان جوانوں کے لیے ہے جن پر شہوت کا مادہ غالب ہے، چنانچہ سماع ان کے دلوں پر غالب مذموم صفات کی ہیجان انگیزی ہی کا باعث بنے گا۔

امام غزالیؒ نے اپنے ان الفاظ میں جو حقیقت بیان فرمائی ہے اس کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

(۱۰)۔۔۔ بائبل میں ذکر کردہ واقعات سے موسیقی کے جواز پر استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ بائبل میں کی گئی تحریفات کے بارے میں قرآن کریم کا یہ واضح ارشاد ہے:

يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ [المائدة: ١٣]

یعنی وہ لوگ کلام کو اس کے موقع محل سے بدل دیتے ہیں

اب اس صورت میں بھلا حدیث کی روشنی میں ثابت ایک ممنوع چیز کے جواز کے لیے کیسے تحریف شدہ بائبل کا سہارا

CS CamScanner

لیا جاسکتا ہے؟(۲۰)

قرآن وسنت سے تو صرف اتنی بات ثابت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی زیادہ خوش الحان تھے، جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت کا حسن قرآن نے بیان کیا ہے بالکل اسی طرح قرآن میں ان کے صوت (آواز) کا حسن بیان کیا گیا ہے، باقی حضرت داؤد علیہ السلام کا آلاتِ موسیقی کا استعمال کرنا کسی بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں، لہذا ضعیف یا من گھڑت روایات یا بائیبل وغیرہ میں مذکورہ واقعات کی بنیاد پر انبیاء علیہم السلام کی طرف موسیقی کے استعمال کی نسبت کرنا اور اس سے آلات موسیقی کا جواز ثابت کرنا درست نہیں۔(اسلام اور موسیقی بتصرف واختصار: ص۴۰۴)

(۱۱)۔۔۔اس اعتراض کا شراح حدیث نے جواب دیا ہے، علامہ ابن حجرؒ، ابن حزمؒ کے اسی اعتراض کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

والحديث صحيح معروف الاتصال بشرط الصحيح والبخاري قد يفعل مثل ذلك لكونه قد ذكر ذلك الحديث في موضع آخر من كتابه مسندا متصلا وقد يفعل ذلك لغير ذلك من الأسباب التي لا يصحبها خلل الانقطاع(فتح الباري لابن حجر:١٠/ ٥٢)

یعنی مذکورہ حدیث صحیح ہے، اور اس کا اتصال معروف ہے، امام بخاریؒ کبھی کبھی ایسا (یعنی سند کے بعض حصے کو حذف کرنا) اس لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ یہی حدیث اپنی کتاب میں کسی دوسری جگہ متصل سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اور کبھی کسی اور سبب کی بنیاد پر ایسا کرتے ہیں جس میں انقطاع کا خلل نہیں پایا جاتا۔

پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متعدد اسناد سے اس کا اتصال ثابت کیا ہے، البتہ ان اسناد میں ایک راوی ہشام بن عمار کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مختلف فیہ ہیں، لیکن حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں انہیں صدوق کہا ہے، ففي تقريب التهذيب للحافظ ابن حجر (ص۵۷۳):

هشام ابن عمار ابن نصير بنون مصغر السلمي الدمشقي الخطيب صدوق مقرئ كبر فصار يتلقن فحديثه القديم أصح من كبار العاشرة.

نیز سنن ابی داؤد میں یہ حدیث دوسری سند سے بھی مذکور ہے، اور اس سند میں ہشام نہیں ہیں، الفاظ یہ ہیں:

حدثنا عبد الوهاب بن نجدة، حدثنا بشر بن بكر، عن عبد الرحمن ابن يزيد بن جابر، حدثنا عطية بن قيس، سمعت عبد الرحمن بن غنم الأشعري حدثني أبو عامر، أو أبو مالك، والله يمين أخرى ما كذبني، أنه سمع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: "ليكونن من أمتي أقوام يستحلون الخز والحرير...الحديث.

وقال المحقق الأرناؤوط في الحاشية:"إسناده صحيح" (سنن أبي داود:٦/ ١٥٠ ت الأرنؤوط)

---

(۲۰) علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں: فأما ما علم بنقل دليل موجب للعلم على أنهم حرفوا الكتب فلا يعتبر نقلهم في ذلك لتوهم أن المنقول من جملة ما حرفوا ولا يعتبر فهم المسلمين ذلك مما في أيديهم من الكتب لجواز أن يكون ذلك من جملة ما غيروا وبدلوا (أصول السرخسي:٢/ ٩٩)

CamScanner

(۱۲)۔۔۔اس بات کی کوئی دلیل موجود نہیں، منع کی احادیث مطلق ہیں، یہ نہی اس موسیقی کے ساتھ مخصوص نہیں جو فواحش کا سبب بنے یا شراب نوشی کے ساتھ ہو۔

(۱۳)۔۔۔ موسیقی کی ممانعت پر صرف اس حدیث سے استدلال نہیں کیا گیا، بلکہ اسکی ممانعت کے مستقل دلائل پیچھے ذکر کیے گئے ہیں، اور فقط طبعی کراہت وغیرہ پر اس حدیث کو محمول کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے، بالخصوص جبکہ اس کے مخالف قرائن موجود ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

سیف اللہ خالد غفرلہ ولوالدیہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۱۷/ رجب/ ۱۴۴۴ھ
۹/ فروری/ ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح.
(محمد عبدالمنان عفی عنہ)
نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۱۹/ رجب/ ۱۴۴۴ھ
۱۱/ فروری/ ۲۰۲۳ء

Scanned with CamScanner

CamScanner